# تفسیر دعوۃ القرآن کے امتیازات وخصائص

# "Tafseer Dawat-Ul-Quran" Its Distinguishing and characteristics

## Abstract:

*Quran is the word of Allah Almighty, therefore, in order to understand it in the true sense, a person has to sharpen his or her intellectual ability as well as increase the knowledge. When one is at a particular intellectual level, only then can he or she start understanding the true message, which Allah Almighty conveyed through words of Quran. Pertaining to the explanation of Quran for the understanding of general audience, different people have tried to write the Tafseer of Quran. Although Muslims recite Quran and try reading it with translation, however, the reading of Tafseer has its own importance.*

*"Tafseer Dawat-Ul-Quran" is written by Abu Nauman Saifullah Khalid and published from Dar-Ul_Undalus Lahore in 2010. This Tafseer has been written in the light of the Quran, Hadith, and the sayings of the companions of Prophet. In this Tafseer correct traditions has been included and unauthentic traditions has been avoided. In theological interpretations, the words of Qur'an are explained in the context of the Qur'an itself or the sayings of The Holy Prophet(ﷺ). this type of interpretation is called "Tafseer Bilmasur". "TafseerDawat-Ul-Quran" is representative*

* M.Phil Research Scholar in Islamic Studies University of Sargodha.

*of Tafseer Bilmasur.In this research article,the Salient features of "Tafseer Dawat-Ul-Quran" are discussed.*

## تعارف:

تاریخ اسلام میں بہت سے علماء کرام ایسے پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے دین اسلام کی خدمت کی ہے اور انہوں نے علوم اسلامیہ کے ہر موضوع پر قلم اٹھایا۔ان علوم میں سے ایک علم قرآن مجید کا ہے۔ جس کو سمجھنا ہر مسلمان مرد وعورت کے لیے لازم وضروری ہے لہذا اس کو سمجھنے کے لیے مفسرین نے اپنے اپنے انداز کے ساتھ قرآن مجید کی تفسیر کی ہے تاکہ لوگ اس سے فائدہ حاصل کرسکیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے دین کی حفاظت کے لیے جن عظیم انسانوں کا انتخاب کیا ہے ان کی فہرست تو اتنی طویل ہے کہ ان کا شمار بھی ناممکن ہے۔اس فہرست میں ایک نام "ابو نعمان سیف اللہ خالد "کا ہے جنہوں نے دین اسلام کی سربلندی کے لیے کتاب اللہ کی تفسیر لکھی ہے۔ان کی تفسیر کا نام " تفسیر دعوۃ القرآن "ہے۔یہ کتاب مکتبہ دار الاندلس لاہور سے سن 2010ء میں چھپی ہے۔یہ کتاب پانچ جلدوں اور 3837 صفحات پر مشتمل ہے۔اس کتاب پر تاحال کسی بھی جامعہ سے کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا اس لیے میں نے اس مضمون میں اس تفسیر کے امتیازات و خصائص کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔

## تفسیر دعوۃ القرآن کے امتیازات وخصائص:

ابو نعمان سیف اللہ خالد نے اپنی تفسیر کا نام " تفسیر دعوۃ القرآن "رکھا ہے۔" تفسیر دعوۃ القرآن" تفسیر بالماثور کی بہترین تفاسیر میں سے ایک ہے۔ مفسر نے اپنی تفسیر میں قرآن حدیث اور اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی روشنی میں قرآن کریم کی تفسیر کی ہے اور موضوع و من گھڑت روایات سے اجتناب کیا ہے۔اسی طرح آپ نے اپنی رائے و قیاس سے بھی اس تفسیر کو دور رکھا ہے تاکہ خالص کتاب و سنت کی دعوت امت مسلمہ تک پہنچائی جائے۔بنیادی طور پر یہ تفسیر مندرجہ

ذیل خصوصیات کی حامل ہے:

### 1: ترجمۃ القرآن:

اس تفسیر میں قرآن مجید کا جو ترجمہ دیا گیا ہے وہ فضیلۃ الشیخ محترم حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ کا ہے۔ تفسیر کے ضمن میں موجود آیات میں بھی ترجمے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ علماء و طلباء اور عوام الناس کے ہر طبقہ کے لیے مفید ہے، چاہے وہ طبقہ عالم ہو یا کوئی عام آدمی سب کے لیے یکساں راہنمائی کرتا ہے۔ مثلاً وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا[1].

ترجمہ: اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور تم تفرقہ میں نہ پڑو۔[2]

اس میں قدیم اور بہت پرانے الفاظ و محاورات اور اصطلاحات سے اجتناب کیا گیا ہے۔ کیونکہ ان الفاظ و محاورات اور اصطلاحات کو سمجھنا ہر آدمی کے بس کی بات نہیں ہے۔ اسی خدشہ سے ان سے گریز کیا گیا ہے۔ ہر لفظ کے ترجمے کا اہتمام کیا گیا ہے یا دوسرے الفاظ میں اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ اس میں لفظی ترجمہ کو ترجیح دی گئی ہے۔ بعض اردو تراجم میں کئی ایک قرآنی الفاظ و حروف کے معانی نہیں ملتے، جبکہ اس ترجمہ کی شان و خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر لفظ، حتی کہ تنوین تک کا معنی بھی واضح کیا گیا ہے۔ پھر ترجمہ پڑھتے وقت قاری مشکل محسوس نہیں کرتا، بلکہ آسان الفاظ میں ترجمہ کیا گیا ہے تاکہ ایک عام قاری بھی اس کو سمجھ سکے اور اس سے فائدہ حاصل کر سکے، دنیا اور آخرت کو بہتر بنا سکے۔ آسان ترجمہ کرنے کی ایک اہم وجہ یہ بھی تھی کہ قاری تسلسل کے ساتھ پڑھتا جائے اور سمجھتا چلا جائے۔

### 2: قرآن کی تفسیر قرآن کے ساتھ:

قرآن مجید میں بہت سی آیات ایسی ہیں کہ اگر وہ ایک موقع پر مختصر ہیں تو کسی دوسرے موقع پر مفصل، لہذا اس تفسیر میں ممکن ایک آیت کی تفسیر دوسری جگہ وارد تفصیلی آیات ہی سے کی

گئی ہے۔مثلاً اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ[3]

ترجمہ: ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تونے انعام کیا۔ جن پر نہ غصہ کیا اور نہ وہ گمراہ ہیں۔[4]

اس کی تفسیر "سورۃ النساء" کی درجِ ذیل آیت میں کی گئی ہے:

وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا[5]

ترجمہ: اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمابرداری کرے تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین میں سے اور یہ لوگ اچھے ساتھی ہیں۔[6]

## 3: صحیح احادیث سے تفسیر:

بعض کتب تفاسیر میں احادیث کی صحت اور ضعف کا کوئی خیال نہیں رکھا گیا، جبکہ اس تفسیر کی سب سے اہم خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف اور صرف صحیح اور حسن احادیث ہی سے قرآن کی تفسیر کی گئی ہے، کیونکہ ساری صحیح وحسن احادیث یا تو قرآنی آیات کے مضمون کی تائید کے طور پر ہیں یا قرآن کی تفسیر کے طور پر ہیں۔

جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ بعض صحیح احادیث قرآن کی آیتوں کے مضمون کے مخالف ہیں، تو جب ان سے اسی طرح کی احادیث پیش کرنے کو کہا جائے تو یہ اپنے قول کی تائید میں ایک بھی صحیح حدیث پیش نہیں کرسکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ کوئی صحیح حدیث کبھی قرآن کے مخالف نہیں ہوتی، ہاں ہماری سمجھ میں نہ آسکے تو اس میں ہماری عقل کا قصور ہے اور اس میں قرآن وحدیث کا تو کوئی قصور

نہیں ہے۔ بہر حال اس تفسیر میں اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ صرف صحیح اور حسن احادیث بیان کی جائیں، تاکہ تفسیر پڑھتے وقت ہر شخص یہ اطمینان اور سکون محسوس کرے کہ وہ جو کچھ پڑھ رہا ہے وہ یقینا صحیح اور درست ہے، بلکہ تفسیری احادیث میں بیشتر کا تعلق تو صحیح بخاری و صحیح مسلم سے ہے۔شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ان دونوں کتابوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

" صحیح بخاری و صحیح مسلم کے بارے میں محدثین کا اتفاق ہے کہ ان میں جتنی بھی متصل و مرفوع احادیث ہیں، وہ قطعی طور پر صحیح ہیں اور وہ اپنے مصنفین تک متواتر ہیں، نیز یہ کہ جو شخص بھی ان دونوں ( صحیح بخاری و صحیح مسلم ) کی شان گھٹاتا ہے، وہ بدعتی ہے اور مومنوں کا راستہ چھوڑ کر کسی اور راستے کا پیرو کار ہے۔"[7]

تفسیر دعوۃ القرآن میں قرآن مجید کی تفسیر صحیح احادیث کے ساتھ بھی کی گئی ہے۔مثلاً

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ[8]

ترجمہ: محمد تمہارے مردوں میں کسی کا باپ نہیں اور لیکن اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا ہے۔[9]

یہ آیت کریمہ نص ہے کہ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں۔رسول اللہ ﷺ کے آخری نبی ہونے کے بارے میں بہت سی متواتر احادیث موجود ہیں۔ تفسیر دعوۃ القرآن میں مذکورہ بالا آیت کی تفسیر مندرجہ ذیل حدیث مبارکہ کے ساتھ کی گئی ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِنْ أُمَّتِي بِالْمُشْرِكِينَ وَحَتَّى يَعْبُدُوا الْأَوْثَانَ وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي ثَلَاثُونَ كَذَّابُونَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي[10]

ترجمہ: سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت

میں تیس جھوٹے ہوں گے اور ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے، حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

## 4:اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تفسیر:

تفسیر قرآن میں خلفائے راشدین کا مقام بہت بلند ہے، ان کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت اس عظیم مشن کے لیے تیار کردی تھی۔

ذَكَرَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ فَقَالَ لَا أَزَالُ أُحِبُّهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ خُذُوا الْقُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ مِنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَسَالِمٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَأُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ[11]

"سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے عبد اللہ بن مسعود کا ذکر کرتے ہوئے کہا: اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں گھر کر گئی جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قرآن مجید چار آدمیوں سے سیکھو: سیدنا عبد اللہ بن مسعود، سیدنا سالم (سیدنا حذیفہ کے آزاد کردہ غلام)، سیدنا معاذ بن جبل، ابی بن کعب رضی اللہ عنہم۔"

تفسیر میں حسب ضرورت کئی جگہ صحابہ کرم رضی اللہ عنہم کے صحیح اور مستند اقوال بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قرآن کی آیتیں پڑھنا سکھاتے تھے، اسی طرح ان آیات کا مطلب اور تفسیر بھی سکھاتے تھے، یہی وجہ تھی کہ قرآن کی ایک ایک آیت سیکھنے کے لیے انہیں طویل سفر بھی کرنا پڑے تو بھی گریز نہ کرتے تھے۔ جیسا کہ:

1: عَنْ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ لَمَّا قَدِمْتُ نَجْرَانَ سَأَلُونِي فَقَالُوا إِنَّكُمْ تَقْرَءُونَ يَا أُخْتَ هَارُونَ وَمُوسَى قَبْلَ عِيسَى بِكَذَا وَكَذَا فَلَمَّا قَدِمْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

سَأَلْتُهُ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَ إِنَّهُمْ كَانُوا يُسَمُّونَ بِأَنْبِيَائِهِمْ وَالصَّالِحِينَ قَبْلَهُمْ [12]

ترجمہ: سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں نجران آیا تو وہاں کے لوگوں (نصاریٰ) نے مجھ سے سوال کیا کہ تم یہ پڑھتے ہو: (يَا أُخْتَ هَارُونَ)[13] (مطلب یہ کہ یہاں مریم علیہ السلام کو ھارون علیہ السلام کی بہن کہا گیا ہے، حالانکہ ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے) اور موسیٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام سے اتنی مدت پہلے تھے تو پھر مریم علیہا السلام ھارون علیہ السلام کی بہن کیسے ہو سکتی ہے؟ وہ فرماتے ہیں: میں نے سفر کر کے (مدینہ منورہ پہنچ کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بیان کی۔ جس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(یہ وہ ہارون نہیں ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے، بلکہ) بنی اسرائیل کی یہ عادت تھی کہ وہ پیغمبروں اور اگلے نیک لوگوں کے نام پر نام رکھتے تھے۔

2: عَبْدُ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ وَاللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ غَيْرُهُ مَا أُنْزِلَتْ سُورَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ أَيْنَ أُنْزِلَتْ وَلَا أُنْزِلَتْ آيَةٌ مِنْ كِتَابِ اللَّهِ إِلَّا أَنَا أَعْلَمُ فِيمَ أُنْزِلَتْ وَلَوْ أَعْلَمُ أَحَدًا أَعْلَمَ مِنِّي بِكِتَابِ اللَّهِ تُبَلِّغُهُ الْإِبِلُ لَرَكِبْتُ إِلَيْهِ [14]

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، اس اللہ تعالیٰ کی قسم، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں! کتاب اللہ میں نازل ہونے والی ہر سورت کے بارے میں میں یہ جانتا ہوں کہ وہ کہاں نازل ہوئی اور کتاب اللہ کی نازل شدہ ہر آیت کے متعلق میں جانتا ہوں کہ یہ کن کن کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر مجھے یہ معلوم ہو جائے کہ کسی کو کتاب اللہ کا مجھ سے زیادہ علم ہے تو میں اس کی خدمت میں حاضر ہونے سے قطعادریغ نہیں کروں گا، خواہ کتنا ہی طویل سفر کر کے کیوں نہ جانا پڑے۔

تفسیر دعوۃ القرآن میں قرآن کریم کی تفسیر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کی روشنی میں بھی کی گئی ہے۔ مثلاً وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ [15] "اور بلاشبہ یقیناً تو ایک بڑے خلق پر ہے۔"[16]

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں سیدہ عائشہ کا ایک قول منقول ہے:

سعد بن ہشام رحمۃ اللہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: أَلَسْتَ تَقْرَأُ الْقُرْآنَ؟ قُلْتُ بَلَى قَالَتْ فَإِنَّ خُلُقَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ كَانَ الْقُرْآنَ[17]

ترجمہ: کیا آپ قرآن مجید کو نہیں پڑھتے؟ انہوں نے عرض کی، کیوں نہیں؟ تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا اخلاق قرآن ہی ہے۔

## 5: ضعیف اور موضوع روایات سے اجتناب:

موضوع اس حدیث کو کہتے ہیں جو کلام نبی نہ ہو بلکہ لوگوں میں سے کسی نے حدیث کے نام سے وہ الفاظ بنائے ہوں ایسے شخص کے متعلق حدیث رسول ﷺ میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَمَّوْا بِاسْمِي وَلَا تَكْتَنُوا بِكُنْيَتِي وَمَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَمَثَّلُ فِي صُورَتِي وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ[18]

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے۔

عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يَقُلْ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنْ النَّارِ[19]

ترجمہ: سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو کوئی میری نسبت وہ بات بیان کرے جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا آگ میں تلاش کرلے۔

ضعیف اور موضوع روایات نے دین پر عمل کرنے کے معاملے میں مسلمانوں میں بہت سی مشکلات اور الجھنیں پیدا کر دی ہیں۔ موضوع روایات نے تو امت میں ایسے گمراہ فرقوں کو جنم دیا ہے جنہوں نے امت مسلمہ کو بڑے بڑے فتنوں سے دوچار کر دیا ہے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

يَكُونُ فِي آخِرِالزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ يَأْتُونَكُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ بِمَالَمْ تَسْمَعُواأَنْتُمْ وَلَاآبَاؤُكُمْ فَإِيَّاكُمْ وَإِيَّاهُمْ لَايُضِلُّونَكُمْ وَلَايَفْتِنُونَكُمْ [20]

ترجمہ: آخری زمانے میں ایسے دجال اور جھوٹے لوگ پیدا ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی حدیثیں لے کر آئیں گے جو نہ تم نے سنی ہوں اور نہ تمہارے باپ، دادانے سنی ہوں گی، پس تم خود کو ان سے اور ان کو اپنے سے دور رکھو، تاکہ وہ تمہیں گمراہ نہ کرنے پائیں۔ اور فتنوں میں مبتلا نہ کریں۔

لہذا جہاں تک موضوع روایات کا تعلق ہے انہیں تو بلا تامل اس تفسیر سے خارج رکھا ہے۔ ضعیف روایات کے بارے میں اگرچہ بعض اہل علم میں یہ موٴقف اختیار کیا ہے کہ ترغیب و ترہیب اور فضائل و مناقب جیسے موضوعات میں ان پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اس تفسیر میں درج ذیل وجود کی بناپر ان سے بھی اعراض ہی برتا ہے۔

1) ضعیف روایات سے استفادہ کادروازہ اگر ایک دفعہ کھول دیا جائے خواہ اس کی وجہ بظاہر بے ضرر ہی کیوں نہ ہو تو پھر اسے بند کرنا مشکل ہو جائے گا۔ اس لیے امت میں پیدا ہونے والے بگاڑ کو روکنے کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اس دروازے کو سرے سے کھولا ہی نہ جائے۔ اور اسے مکمل طور پر بند ہی رہنے دیا جائے۔

2) دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کی تفسیر و تفہیم میں صحیح احادیث اس کثرت کے ساتھ موجود ہیں

کہ اگر ایک عام انسان ان پر پوری طرح عمل کرلے تو اس کی نجات کے لیے ان شاء اللہ وہی کافی ہیں، لہذا صحیح احادیث کی موجودگی میں ضعیف روایات لینے کی آخر ضرورت ہی کیا ہے؟

## 6: اسرائیلی روایات کے سلسلہ میں احتیاط:

اسرائیلی روایات ایسی روایات کو کہتے ہیں جو یہودیوں اور عیسایوں سے ہم تک پہنچی ہیں۔ ایسی روایات کی تین قسمیں ہیں اور ہر قسم کا حکم علیحدہ ہے۔

1) پہلی قسم وہ اسرائیلی روایات جن کی تصدیق دوسرے خارجی دلائل سے ہو چکی ہے، مثلاً فرعون کا غرق ہو جانا، سیدنا موسی علیہ السلام کا جادوگروں سے مقابلہ، آپ کا کوہ طور پر جانا وغیرہ، ایسی روایات اس لیے قابل اعتبار ہیں کہ قرآن مجید اور صحیح احادیث نے ان کی تصدیق کردی ہے۔

2) دوسری قسم وہ اسرائیلی روایات ہیں جن کا جھوٹا ہونا خارجی دلائل سے ثابت ہو چکا ہے، مثلاً یہ کہانی کہ سیدنا سلیمان علیہ السلام آخری عمر میں (معاذ اللہ) بت پرستی میں مبتلا ہو گئے تھے۔ یہ روایت اس لیے قطعاً باطل ہے کہ قرآن مجید نے اس کی صراحت کے ساتھ اس کی تردید فرمائی ہے۔

3) تیسری قسم ان اسرائیلی روایات کی ہے جن کے بارے خارجی دلائل سے نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ سچی ہیں اور نہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ جھوٹی ہیں، مثلاً تورات کے احکام وغیرہ، [21] ایسی اسرائیلی روایات کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا [22]

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب تورات کو عبرانی زبان میں پڑھتے اور مسلمانوں کے لیے اس کی تفسیر عربی میں کرتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اہل

کتاب کو سچا کہو نہ جھوٹا، بس کہو: قُلْ آمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَا أُنْزِلَ عَلَيْنَا [23]"ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا۔"

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُونَ التَّوْرَاةَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَ يُفَسِّرُونَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوهُمْ وَقُولُوا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا أُنْزِلَ[24]

ترجمہ: سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اہل کتاب تم سے بیان کریں تو نہ ان کی تصدیق کرو اور نہ ان کی تکذیب کرو بلکہ کہو: آمَنَّا بِالَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَأُنْزِلَ إِلَيْكُمْ [25] "ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل کیا گیا ہے اور تمہاری طرف نازل کیا گیا۔"

لہذا تفسیر دعوۃ القرآن میں ایسی اسرائیلی روایات جن کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ صحیح ہیں، کتاب و سنت ان کے صحیح ہونے کی شہادت دیتے ہیں تو انہیں اس تفسیر میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم جن کے بارے میں معلوم ہوا کہ یہ جھوٹی روایات ہیں اور کتاب و سنت سے ان کا جھوٹ ہونا ثابت ہے تو ان روایات سے اس تفسیر کو بچایا گیا ہے۔ اور جن روایات کے بارے میں کتاب و سنت خاموش ہیں، تو اس کی تصدیق بھی نہیں کی گئی اور تکذیب بھی نہیں کی گئی۔

## 7: تفسیر بالرائے کی بجائے تفسیر بالماثور:

تفسیر دعوۃ القرآن ایسی تفسیر ہے جو تفسیر بالماثور ہے۔ مثلاً الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِينَ [26]

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔[27]

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کا بیان ہے کہ تمام تعریفات اسی اللہ کے لیے

خاص ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف سب سے اہم ہے فرشتے بھی اللہ تعالی کی حمد بیان کرتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَتَرَى الْمَلَائِكَةَ حَافِّينَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيلَ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ[28]

ترجمہ: اور تو فرشتوں کو دیکھے گا عرش کے گرد گھیر اڈالے ہوئے اپنے رب کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب تعریف اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔[29]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمِدْحَةُ مِنَ اللَّهِ فَلِذَلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ[30]

ترجمہ: ایسا کوئی نہیں جس کو اللہ سے زیادہ اپنی تعریف پسند ہو، اسی لیے اللہ نے خود بھی اپنی تعریف کی ہے۔

رسول اللہ ﷺ بھی اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے تھے۔ جیسا کہ سیدنا ربیعہ بن کعب الاسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

كُنْتُ أَبِيتُ عِنْدَ بَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَأُعْطِيهِ وَضُوءَهُ فَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَأَسْمَعُهُ الْهَوِيَّ مِنَ اللَّيْلِ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ[31]

ترجمہ: میں رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے قریب سویا کرتا تھا، کیونکہ میں آپ کے وضو کے لیے پانی مہیا کیا کرتا تھا، میں سنتا تھا کہ آپ ﷺ رات کو دیر تک (سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ) اور (الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ) پڑھتے رہتے تھے۔

اس تفسیر میں مفسر نے اپنی رائے سے کتاب اللہ کی تفسیر نہیں کی ہے۔ شیخ الاسلام امام

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اپنی کتاب اصول التفسیر میں فرماتے ہیں: کہ صرف رائے کے ساتھ قرآن مجید کی تفسیر کرنا حرام ہے[32]، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ[33] "اور اس چیز کا پیچھا نہ کرو جس کا تجھے علم نہیں۔"

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْزِعُ الْعِلْمَ بَعْدَ أَنْ أَعْطَاكُمُوهُ انْتِزَاعًا وَلَكِنْ يَنْتَزِعُهُ مِنْهُمْ مَعَ قَبْضِ الْعُلَمَاءِ بِعِلْمِهِمْ فَيَبْقَى نَاسٌ جُهَّالٌ يُسْتَفْتَوْنَ فَيُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ فَيُضِلُّونَ وَيَضِلُّونَ[34]

ترجمہ: سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ علم کو، اس کے بعد کہ تمہیں دے دیا ہے، ایک دم سے اٹھا لے گا، بلکہ اس کو اس طرح اٹھالے گا کہ علماء کو ان کے علم کے ساتھ اٹھالے گا، پھر جاہل لوگ باقی رہ جائیں گے، ان سے فتوی پوچھا جائے اور وہ فتوی اپنی رائے کے مطابق دیں گے۔ پس وہ لوگوں کو گمراہ کریں گے اور خود بھی گمراہ ہوں گے۔

ابو وائل ؒ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا سہل بن حنیف نے (جنگ صفین کے موقع پر) کہا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّهِمُوا رَأْيَكُمْ عَلَى دِينِكُمْ لَقَدْ رَأَيْتُنِي يَوْمَ أَبِي جَنْدَلٍ وَلَوْ أَسْتَطِيعُ أَنْ أَرُدَّ أَمْرَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ عَلَيْهِ لَرَدَدْتُهُ وَمَا وَضَعْنَا سُيُوفَنَا عَلَى عَوَاتِقِنَا إِلَى أَمْرٍ يُفْظِعُنَا إِلَّا أَسْهَلْنَ بِنَا إِلَى أَمْرٍ نَعْرِفُهُ غَيْرَ هَذَا الْأَمْرِ قَالَ وَقَالَ أَبُو وَائِلٍ شَهِدْتُ صِفِّينَ وَبِئْسَتْ صِفُّونَ[35]

ترجمہ: لوگو! اپنے دین کے معاملے میں اپنی رائے کو بے حقیقت سمجھو (سیدنا سہل رضی اللہ عنہ مزید کہتے ہیں کہ) میں نے اپنے آپ کو ابو جندل رضی اللہ عنہ کا واقعہ کے دن (صلح حدیبیہ کے موقع پر) دیکھا اگر میرے اندر رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ہٹنے کی طاقت ہوتی تو میں (اس دن) آپ سے

انحراف کرتا(اور کفار قریش کے ساتھ ان شرائط کو قبول نہ کرتا۔)"

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسئلہ میں جب تک کتاب و سنت سے کوئی دلیل نہ ہو تو اپنی رائے کو صحیح نہ سمجھو اور صرف رائے پر فتوی نہ دو، بلکہ کتاب و سنت میں غور کرکے اس میں سے اس کا حکم نکالو۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ بھی کوئی مسئلہ محض رائے یا قیاس سے نہ بتلاتے تھے، بلکہ جب آپ ﷺ سے کوئی ایسی بات پوچھی جاتی جس میں وحی نہ اتری ہوتی تو آپ ﷺ فرماتے: ((لَا أَدْرِی))" میں نہیں جانتا" یا وحی اترنے تک خاموش رہتے، جیسا کہ:

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ بَيْنَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي خَرِبِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ مَعَهُ فَمَرَّ بِنَفَرٍ مِنْ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنْ الرُّوحِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا تَسْأَلُوهُ لَا يَجِيءُ فِيهِ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَنَسْأَلَنَّهُ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ مَا الرُّوحُ فَسَكَتَ فَقُلْتُ إِنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ فَقُمْتُ فَلَمَّا انْجَلَى عَنْهُ قَالَ وَيَسْأَلُونَكَ عَنْ الرُّوحِ قُلْ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي [36]

"سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں رسول اللہ ﷺ کیساتھ ایک کھیت میں چل رہا تھا۔ آپ ﷺ کھجور کی ایک چھڑی کے سہارے چل رہے تھے اتنے میں کچھ یہودی سامنے سے گزرے۔ وہ آپس میں کہنے لگے، ان سے پوچھو! روح کیا چیز ہے؟ پھر کسی نے کہا، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی ایسی بات کہیں جو تم کو ناگوار گزرے۔ مگر ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم ضرور پوچھیں گے، تو ان میں سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر پوچھا کہ اے ابو القاسم! روح کیا چیز ہے؟ آپ کچھ دیر خاموش رہے، ان کو کوئی جواب نہیں دیا، میں سمجھ گیا کہ آپ ﷺ پر وحی آرہی ہے تو میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا، جب وحی اتر چکی تو آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی:

وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا[37]

ترجمہ: اور وہ تجھ سے روح کے بارے میں پوچھتے ہیں، کہہ دیں روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں علم میں سے بہت تھوڑے کے سوا نہیں دیا گیا۔

اس سلسلے میں دوسری دلیل یہ روایت ہے:

جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: مَرِضْتُ فَجَاءَنِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَعُودُنِي وَأَبُو بَكْرٍ وَهُمَا مَاشِيَانِ فَأَتَانِي وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ صَبَّ وَضُوءَهُ عَلَيَّ فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ أَيْ رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ أَقْضِي فِي مَالِي كَيْفَ أَصْنَعُ فِي مَالِي قَالَ فَمَا أَجَابَنِي بِشَيْءٍ حَتَّى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيرَاثِ[38]

ترجمہ: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بیمار ہوا تو رسول اللہ ﷺ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ یہ دونوں بزرگ پیدل چل کر آئے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے تو مجھ پر بے ہوشی طاری تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر چھڑکا، اس سے مجھے افاقہ ہوا تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول اللہ ﷺ! میں اپنے مال کے بارے میں کس طرح فیصلہ کروں، میں اپنے مال کا کیا کروں؟ جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کوئی جواب نہ دیا، یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔

خیر القرون یعنی عہد رسالت سے عہد تبع تابعین تک تفسیر تقریبا اسی شاہراہ پر چلتی رہی، یعنی تفسیر بالماثور ہی چلتی رہی۔ اس دور میں استنباط و اجتہاد حدود و شریعت میں ہوتا رہا، اپنے نظریات پر مشتمل مخصوص رائے کے دائرہ میں داخل نہیں ہوا تھا، یہاں تک کہ اسلام میں فرقوں کا ظہور ہونے لگا۔ یہ فرقے بتدریج ایک دوسرے سے دور ہوتے گئے، یہاں تک کہ عباسی سلطنت کے دور میں اسلام اور مسلمانوں کے لیے تباہی کا سامان بن گئے۔ علم تفسیر میں بھی انہوں نے ایسے

اسالیب فراہم کئے جن سے قرآنی تعلیمات عجمی تاویلوں اور فلسفیانہ موشگافیوں کا مجموعہ بن گئیں، یا صاحب تفسیر کے اپنے خیالات، افکار، تاویلات اوراوہام باطلہ کا مجموعہ بن گئیں۔

## 8: شان نزول:

عموماً تفسیر میں آیات اور سورتوں کی شان نزول بیان کرتے ہوئے صحیح وضعیف روایات کا کوئی خیال نہیں رکھا جاتا، لیکن اس تفسیر میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ شان نزول میں بھی صحیح روایات اور مستند روایات ہی ذکر کی ہیں۔ مثلاً

قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ[39]

ترجمہ: یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کی طرف شکایت کر رہی تھی اوراللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک اللہ سب کچھ سننے والا ہے، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔[40]

اس آیت مبارکہ کا شان نزول یہ ہے کہ: زمانہ جاہلیت میں یہ دستور تھا کہ جب میاں بیوی میں لڑائی ہو جاتی تو خاوند غصے کی حالت میں اپنی بیوی کو یوں کہتا کہ "تو میرے لیے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے" تو دائمی طلاق سمجھا جاتا تھا، جس کے بعد ان دونوں میاں بیوی کے مل بیٹھنے کی کوئی صورت باقی نہیں رہتی تھی۔ اب واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک انصاری صحابی سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ اور ان کی بیوی سیدہ خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا میں لڑائی جھگڑا ہو تو سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ نے غصے میں آکر ظہار کے یہی الفاظ کہہ دیئے۔ بعد میں فریقین کو سخت ندامت ہوئی۔ چونکہ اولاد بھی تھی، لہذا اولاد کے مستقبل نے کئی خطرات سامنے لا کھڑے کیے۔ سیدہ خولہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئی اور اس کا حکم پوچھا، لیکن تاحال ظہار کا حکم نازل نہیں ہوا

تھا، اس لیے آپ ﷺ نے کچھ توقف فرمایا اور وہ آپ ﷺ سے بحث و تکرار کرتی رہی، وہ کہنے لگی، یا رسول اللہ ﷺ! میں نے جوانی اس کے ہاں گزاری، اب بڑھاپا کس کے ہاں گزاروں گی؟ میری اولاد بھی ہے، اگر میں اولاد سے دستبردار ہو جاؤں تو اولاد بے توجہی کی نذر ہو جائے گی اور اگر اپنے پاس رکھوں تو ان کے اخراجات کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے ایسے باتیں کرتی رہی، تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کی فریاد سن لی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ المجادلۃ کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں۔

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَسِعَ سَمْعُهُ الْأَصْوَاتَ لَقَدْ جَاءَتْ خَوْلَةُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ تَشْكُو زَوْجَهَا فَكَانَ يَخْفَى عَلَيَّ كَلَامُهَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ { قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا }[41]

ترجمہ:　سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہر قسم کی تعریف اللہ کے لیے ہے جس کی سماعت تمام آوازوں کو محیط ہے۔ خولہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنے شوہر کی شکایت کر رہی تھی۔ ان کی آواز مجھے سنائی نہیں دے رہی تھی مگر اللہ تعالیٰ نے سن لی تب یہ آیت نازل ہوئی: قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ[42]

ترجمہ:　یقیناً اللہ نے اس عورت کی بات سن لی جو تجھ سے اپنے خاوند کے بارے میں جھگڑ رہی تھی اور اللہ کی طرف شکایت کر رہی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا۔ بے شک اللہ سب کچھ سننے والا ہے، سب کچھ دیکھنے والا ہے۔[43]

### 9: متن احادیث سے اعراض:

تفسیر دعوۃ القرآن میں طوالت کے پیش نظر احادیث رسول ﷺ کا متن لگانے سے اعراض کیا ہے، اس تفسیر میں احادیث رسول ﷺ کا اردو میں ترجمہ ہی پیش کیا گیا ہے۔ مثلاً:

وَلَا تَفَرَّقُوا[44]۔ اور تم تفرقہ میں نہ پڑو۔"[45]

وَلَا تَفَرَّقُوا اللہ تعالیٰ نے اجتماعیت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور تفرقہ بازی سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالی کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے اور فرقہ بندی سے بچنے کی تاکید بہت سی احادیث میں ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالی تمہارے لیے کچھ باتوں کو پسند فرماتا ہے اور کچھ باتوں کو تمہارے لیے ناپسند فرماتا ہے۔ وہ تمہارے لیے یہ پسند کرتا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور وہ تمہارے لیے یہ ناپسند فرماتا ہے کہ تم تفرقہ بازی اختیار کرو۔[46]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں اختلاف نہ کرو، کیونکہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک وبرباد ہو گئے۔[47]

## 10: آیات کی ذیلی عنوان بندی:

تفسیر دعوۃ القرآن میں اردو میں عنوانات قائم نہیں کیے گیے بلکہ اس کی بجائے قرآنی آیات کے متعلقہ حصوں ہی کے جابجا عناوین قائم کر دیئے ہیں۔ مثلاً:

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ[48]۔ یہ کتاب، اس میں کوئی شک نہیں[49]

ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ: قرآن مجید کے آغاز میں نہایت جزم سے یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ یہ اللہ کی کتاب ہے اور اللہ کا کلام ہے، اس کے کلام الٰہی ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں اس امر کی وضاحت قرآن مجید کے متعدد مقامات پر ملتی ہے۔ ارشاد فرمایا:

تَنْزِيلُ الْكِتَابِ لَا رَيْبَ فِيهِ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ [50]

ترجمہ: اس کتاب کا نازل کرنا جس میں کوئی شک نہیں، جہانوں کے رب کی طرف سے ہے۔[51]

مذکورہ بالا مثال سے واضح ہوا کہ اس تفسیر میں اردو میں عنوانات قائم نہیں کیے گیے بلکہ قرآنی آیات کو عنوانات بناکر ہی تفسیر کی گئی ہے۔

## 11: موضوعات سے متعلق مستند مواد کی فراہمی:

آیات میں بیان کردہ موضوعات سے متعلق قرآن اور احادیث صحیحہ سے بھرپور مواد جمع کرنے کی سعی کی ہے، تاکہ اسے عابد اپنی عبادت کے لیے، واعظ اپنے وعظ کے لیے، مفتی اپنے فتوی کے لیے، معلم اپنی تدریس کے لیے، قاضی اپنے فیصلے کے لیے، تاجر اپنے معاملات کے لیے، داعی اپنی دعوت کے لیے اور خطیب اپنے خطبہ کے لیے فائدہ اٹھا سکے۔ یہ تفسیر ہر انسان کے لیے مفید ہے جب کوئی بھی قاری اس تفسیر کا مطالعہ کرتا ہے تو اسے قلبی سکون ملتا ہے۔ کیونکہ اس کے ذہین میں یہ بات موجود ہوتی ہے کہ میں جس تفسیر کا مطالعہ کر رہا ہوں وہ مستند اور خالص کتاب و سنت سے مزین ہے۔

## 12: مسنون دعاؤں کا عربی میں ترجمہ:

تفسیر دعوۃ القرآن میں طوالت کے پیش نظر احادیث رسول ﷺ کا متن لگانے سے اعراض کیا ہے، البتہ تفسیر کرتے وقت جہاں بھی مسنون دعائیں وارد ہوئی ہیں تو ترجمہ کے ساتھ ساتھ ان کا اصل متن بھی دے دیا ہے، تاکہ پڑھنے والے کو دعا یاد کرنے میں آسانی رہے۔ مثلاً:

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذوالنون کی دعا جو انہوں نے مچھلی کے پیٹ میں کی ایسی ہے کہ جو مسلمان بھی اس کے ذریعے سے دعا کرے، اللہ

تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے (وہ دعا یہ ہے) لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ[52] "تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے یقیناً میں ظلم کرنے والوں سے ہو گیا ہوں"[53]

## 13: تحقیق و تخریج کا مکمل اہتمام:

عَنْ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ لَمْ يَكُونُوا يَسْأَلُونَ عَنْ الْإِسْنَادِ فَلَمَّا وَقَعَتْ الْفِتْنَةُ قَالُوا سَمُّوا لَنَا رِجَالَكُمْ فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ[54]

ترجمہ: ابن سیرین رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پہلے زمانے میں جب کوئی احادیث بیان کرتا تو اس سے سند کے بارے میں نہیں پوچھا جاتا تھا، لیکن جب فتنہ پھیلا (یعنی گمراہی شروع ہوئی اور بدعتی گروہ نمودار ہوئے) تو لوگوں نے کہا، اپنی اپنی سند بھی بیان کرو، پھر دیکھا جائے گا اگر روایت کرنے والے اہل سنت ہیں تو ان کی روایت قبول کی جائے گی اور جو بدعتی ہیں تو ان کی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَفَى بِالْمَرْءِ كَذِبًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ[55]

ترجمہ: رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ جو سنے اسے آگے بیان کر دے۔

لہذا پوری تفسیر میں موجود تمام احادیث کی اسانید اور متن کے حوالے سے تحقیق و تخریج کر دی گئی ہے، اس کے لیے معیاری نمبرنگ کو ملحوظ رکھا گیا ہے اور مکمل حوالوں کا التزام بھی کیا گیا ہے، تاکہ تفصیل کے خواہش منداہل علم کو مراجعت میں آسانی رہے۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی تمام احادیث کی صحت پر توامت مسلمہ کا اتفاق ہے، ان کے علاوہ دیگر کتب احادیث سے صرف صحیح

یا حسن روایات کا ہی انتخاب کیا گیا ہے۔

**خلاصہ بحث:**

قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ یہ ایک جامع کتاب ہے۔ یہ کتاب اپنی تفسیر خود بھی پیش کرتی ہے کیونکہ اس میں ایک واقعہ ایک مقام پر مختصر آیا ہے تو وہی واقعہ دوسرے مقام پر مفصل آیا ہے اس طرح پہلے مقام کی تفسیر دوسرا مقام پیش کرتا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے اپنی احادیث مبارکہ کے ذریعے بھی سمجھادی ہے۔ اور سب سے عمدہ تفسیر وہی ہے جو قرآن مجید اور احادیث کے ساتھ کی جائے۔ تفسیر دعوۃ القرآن میں اسی اسلوب کو قائم رکھا گیا ہے کیونکہ اس میں قرآن مجید کی تفسیر قرآن مجید کے ساتھ کی گئی ہے اور اسی طرح قرآن کریم کی تفسیر احادیث رسول ﷺ کے ساتھ کی گئی ہے۔ اس تفسیر میں وہی احادیث شامل کی گئی ہیں جن کی اسناد صحیح یا حسن ہوں۔ ضعیف وموضوع روایات سے اجتناب کیا گیا ہے۔ اس تفسیر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال کے ذریعے بھی تفسیر کی گئی ہے۔ اس تفسیر میں مفسر نے اپنی رائے وقیاس سے اجتناب کیا ہے۔ کیونکہ انسان کی رائے صحیح بھی ہو سکتی ہے اور غلط بھی ہو سکتی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ اپنی کتاب "اصول التفسیر" میں فرماتے ہیں کہ "صرف رائے کے ساتھ قرآن مجید کی تفسیر کرنا حرام ہے" اس تفسیر میں وہی اسرائیلی روایات شامل کی گئی ہیں جن روایات کی اسانید صحیح ہیں۔ اس تفسیر میں اس بات کا خیال بھی رکھا گیا ہے کہ شان نزول میں بھی صحیح اور مستند روایات ہی ذکر کی جائیں۔ اس تفسیر میں تحقیق کو تخریج کا اہتمام بھی کیا گیا ہے تاکہ قارئین کو حوالہ تلاش کرنے میں آسانی ہو۔

## نتائج:

1)یہ تفسیر "تفسیر بالماثور" کی نمائندہ تفسیر ہے۔

2)اس تفسیر کے مطالعے سے قرآن مجید کا فہم حاصل ہوتا ہے۔

3)اس تفسیر کے مطالعہ سے احادیث کا فہم بھی حاصل ہوتا ہے۔

4)اس تفسیر کے مطالعہ سے پیچیدہ مقامات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

5) مختلف عنوانات سے متعلق آیات و احادیث کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہے،اس طرح ان کے متعلق معلومات ملتی ہیں۔

6) تفسیر بالرائے سے اجتناب کیا گیا ہے۔

7) بعض آیات کے ظاہری تعارض کو دور گیا گیا ہے،اس سے مبہم مقامات کی وضاحت ہو جاتی ہے۔

8) مختصر مگر جامع کے اصول کو اپناتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے اس تفسیر کا مطالعہ ہر لحاظ سے لازم و ضروری ہے۔

## حوالہ جات

[1]سورۃ ال عمران 103:3

[2]سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، لاہور: دارالاندلس، 2010ء، ج1، ص469

[3]سورۃ الفاتحہ 1:6-7

[4]سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، ج1، ص55

[5]سورۃ النساء 69:4

[6]سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، ج1، ص640

[7]شاہ ولی اللہ، احمد بن عبد الرحیم، حجۃ اللہ البالغۃ، کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب آرام باغ، ج1، ص134

[8]سورۃ الاحزاب 40:33

[9]سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، ج4، ص423

[10]ترمذی، ابو عیسیٰ محمد عیسیٰ، سنن ترمذی، الریاض: دارالسلام، 1999ء، کتاب الفتن، باب ما جاءلا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون، حدیث 2219

[11]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، الریاض: دارالسلام، 1999ء، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب رسول اللہ ﷺ، حدیث 4999

[12]مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، الریاض: دارالسلام، 1999ء، کتاب الاداب، باب النَّهْيِ عَنْ التَّكَنِّي بِأَبِي الْقَاسِمِ وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ مِنْ الْأَسْمَاءِ، حدیث 2135

[13]سورۃ مریم 28:19

[14]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب القراء من اصحاب رسول اللہ ﷺ، حدیث 5002

[15]سورۃ القلم 4:68

[16]ابو نعمان سیف اللہ خالد، تفسیر دعوۃ القرآن، ج5، ص501

[17]مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ اللیل و من نام عنہ او مرض، حدیث 746

[18]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب العلم، باب اثم من کذب علی النبی ﷺ، حدیث 110

[19]ایضاً، حدیث 109

[20]ایضاً، المقدمۃ، باب النھی عن الروایۃ عن الضعفاء والاحتیاط فی تحملھا، حدیث 7

[21]محمد تقی عثمانی، علوم القرآن (کراچی: مکتبہ دارالعلوم، 1415ھ) ص345

[22]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب مَا يَجُوزُ مِنْ تَفْسِيرِ التَّوْرَاةِ وَغَيْرِهَا مِنْ كُتُبِ اللَّهِ بِالْعَرَبِيَّةِ، حدیث 7542

[23]سورۃ آل عمران 84:3

[24]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب قول النبی ﷺ لا تسالوا اہل الکتاب عن شیء، حدیث 7362

[25]سورۃ العنکبوت 46:29

[26]سورۃ الفاتحہ 2:1

[27]ابو نعمان سیف اللہ خالد، تفسیر دعوۃ القرآن، ج1، ص45

[28]سورۃ الزمر 75:39

[29]ابو نعمان سیف اللہ خالد، تفسیر دعوۃ القرآن، ج1، ص45

[30]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قول اللہ عزوجل قل انما حرم ربی الفواحش ما ظہر منہا وما بطن، حدیث 4637

[31]ترمذی، ابو عیسٰی محمد بن عیسٰی، سنن ترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب منہ دعا سمع اللہ لمن حمدہ، حدیث 3416

[32]ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، اصول تفسیر، مترجم مولانا عبد الرزاق، لاہور: مکتبہ سلفیہ، 2001ء، ص65

[33]سورۃ بنی اسرائیل 36:17

[34]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ما یذکر من ذم الرای و تکلف القیاس، حدیث 7307

[35]ایضاً، حدیث 7308

[36]ایضاً، کتاب العلم، باب قول اللہ تعالیٰ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا، حدیث 125

[37]سورۃ بنی اسرائیل 85:17

[38]بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُسْأَلُ مِمَّا لَمْ يُنْزَلْ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَيَقُولُ لَا أَدْرِي أَوْ لَمْ يُجِبْ حَتَّى يُنْزَلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ وَلَمْ يَقُلْ بِرَأْيٍ وَلَا بِقِيَاسٍ، حدیث 7309

[39]سورۃ المجادلۃ 1:58

[40]سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، ج5، ص351

41نسائی، احمد بن شعیب، سنن نسائی، الریاض: دار السلام، 1999ء، کتاب الطلاق، باب الظہار، حدیث 3490

42سورۃ المجادلۃ 1:58

43سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، ج5، ص351

44سورۃ ال عمران 103:3

45سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، ج1، ص469

46 مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ، باب النَّهْيِ عَنْ كَثْرَةِ الْمَسَائِلِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ وَالنَّهْيِ عَنْ مَنْعٍ وَهَاتِ وَهُوَ الِامْتِنَاعُ مِنْ أَدَاءِ حَقٍّ لَزِمَهُ أَوْ طَلَبِ مَا لَا يَسْتَحِقُّهُ، حدیث 1715

47بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الخصومات، باب مَا يُذْكَرُ فِي الْإِشْخَاصِ وَالْخُصُومَةِ بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَالْيَهُودِ، حدیث 2410

48سورۃ البقرہ 2:2

49سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، ج1، ص61

50سورۃ السجدہ 2:32

51سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، ج1، ص61

52ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، سنن ترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب ما جاء فی عقد التسبیح بالید، حدیث 3505

53سیف اللہ خالد، ابو نعمان، تفسیر دعوۃ القرآن، ج3، ص648

54مسلم بن حجاج، صحیح مسلم، المقدمۃ، باب بَيَانِ أَنَّ الْإِسْنَادَ مِنْ الدِّينِ وَأَنَّ الرِّوَايَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا عَنْ الثِّقَاتِ وَأَنَّ جَرْحَ الرُّوَاةِ بِمَا هُوَ فِيهِمْ جَائِزٌ بَلْ وَاجِبٌ وَأَنَّهُ لَيْسَ مِنْ الْغِيبَةِ الْمُحَرَّمَةِ بَلْ مِنْ الذَّبِّ عَنْ الشَّرِيعَةِ الْمُكَرَّمَةِ، حدیث 27

55ایضاً، باب النھی عن الحدیث بکل ما سمع، حدیث 5